گوہر شب چراغ شیخ الحدیث مولانا محمد اعظم رحمہ اللہ

تحریر: جناب ملک عبدالرشید عراقی

8 مارچ 2011ء کو جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن کے صدر مولانا عبدالقادر ندوی نے رحلت فرمائی۔ ان کے ایک ہفتہ بعد جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ کے نائب شیخ الحدیث، ناظم امتحانات وفاق المدارس السلفیہ پاکستان اور جامع مسجد اہل حدیث رحمانیہ گوجرانوالہ کے خطیب شیخ الحدیث مولانا محمد اعظم صاحب ۶۷ برس کی عمر میں اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

شیخ الحدیث مولانا محمد اعظمؒ اپنے دم سے ایک عہد تھے، وہ اپنی ذات سے خود ایک انجمن اور ادارہ تھے۔

آپ ایک نہایت اصولی، راست گو، راست باز، حق پسند اور مرنجان مرنج طبیعت کے نیک سیرت بزرگ

اللہ تعالیٰ نے انہیں سلاست طبع کی نعمت سے نوازا تھا اور یہ نعمت انہیں وافر ملی تھی، ان کی زندگی سادہ اور تکلفات سے پاک تھی۔ ہر کسی کے ساتھ خوش کلامی سے پیش آنا، نکتہ رس، معاملہ فہم، دقیقہ سنج، شگفتہ مزاج، علوم دینیہ پر گہری نظر، جچی تلی رائے، ملکی اور قومی حالات سے پوری طرح باخبر، اعلیٰ پائے کے خطیب و مدرس، مجلسی گفتگو میں اپنے ملائم اور نکتہ رس انداز کلام سے چھا جانے والے اور دلوں کو موہ لینے والے ”بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں“

اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے۔ آمین!

مولانا محمد اعظم مرحوم و مغفور ملت بیضاء کی شمع تھے۔ ان کے رخصت ہونے پر ایک چراغ بھی گل ہوا اور اندھیرا بڑھ گیا۔ ان کے دم قدم سے دنیائے علم و ادب میں جو رونق تھی وہ سونی پڑ گئی۔ مرحوم شیخ الحدیث ایک قیمتی متاع تھے، جسے موت ساتھ لے گئی۔ مرکزی جمعیۃ اہل حدیث پاکستان کا یہ ناقابل تلافی نقصان ہوا، اس وقت ان کی سب سے زیادہ ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ تب ہی وہ نہ رہے، ان کے جنازہ سے قبل امیر مرکزی جمعیۃ اہل حدیث پاکستان پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ نے فرمایا کہ شیخ الحدیث مولانا محمد اعظم میرے دست راست تھے اور میرے بازو تھے۔ ان کے انتقال سے مجھے بہت صدمہ ہوا ہے اور میں ایک بازو سے محروم

ہو گیا ہوں۔مرحوم بڑے معاملہ فہم، زیرک اور بہترین مشیر تھے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کی لغزشوں سے درگزر کر کے جنت الفردوس میں داخل کرے۔

جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ نے ہر دور میں بڑے قیمتی لعل وگوہر انسان پیدا کیئے۔جن کی علمی، دینی، مذہبی، قومی وملی اور سیاسی خدمات سے ایک دنیا پر شور رہی، جہاں گئے اپنے خلوص اور جوش عمل سے چھا گئے اور جب وہ ہمارے ہاں نہیں رہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک روشن چراغ تھے جو گل ہو گئے اور علم وعمل کا ایک آفتاب تھے جو غروب ہو گئے۔مثلاً شیخ الحدیث مولانا علی محمد جانبازؒ، شیخ التفسیر والحدیث مولانا محمد یحییٰ گوندلویؒ، شیخ الحدیث مولانا عطاء الرحمان اشرفؒ اور شیخ الحدیث مولانا محمد اعظمؒ۔جامعہ اسلامیہ کے ان چراغوں میں مولانا محمد اعظم مرحوم و مغفور منفرد مقام کے حامل تھے۔فراغت تعلیم کے بعد اپنی ساری زندگی اسی مدرسہ میں درس وتدریس میں گزار دی۔اس مدرسہ کی ترقی وترویج اور اس کو دیگر مدارس میں منفرد مقام دلانے میں مولانا محمد اعظمؒ کی جدوجہد اور سعی وکوشش بہت زیادہ ہے۔ایک عالم دین کی حیثیت سے مولانا محمد اعظمؒ کا پایہ بہت بلند تھا۔حدیث اور متعلقاتِ حدیث پر پوری دستگاہ رکھتے تھے۔ذاتی اعتبار سے مولانا محمد اعظمؒ بڑے مجتمع صفات تھے، بڑے ذی ہوش، منکسر المزاج، زہد وورع کا پیکر اور حد درجہ مہمان نواز تھے۔

راقم 11 مارچ 2011ء مع اپنے دوست مولوی ابوعمر عبدالعزیز سیال سوہدروی ملاقات کیلئے جامعہ اسلامیہ حاضر ہوا۔آپ اس وقت طلباء کو صحیح مسلم پڑھا رہے تھے۔بڑی محبت اور خندہ پیشانی سے ملے، بغل گیر ہوئے اور حال واحوال دریافت فرمایا۔راقم نے اپنی نئی کتاب ''سیرت امام بخاریؒ'' پیش کی، دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا: عراقی صاحب! آپ نے بہت بڑی علمی خدمت انجام دی ہے، اللہ تعالیٰ آپ کی یہ کاوش قبول فرمائے اور ساتھ ہی اپنا ایک رسالہ ''احکام اسلام'' راقم کو عنایت کیا اور فرمایا: یہ رسالہ تھوڑے دن ہوئے ہیں، چھپ کر آیا ہے۔اس کے بعد راقم نے اجازت چاہی تو آپ نے دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔

مدرسہ تدریس القرآن والحدیث للبنات (مدرسہ باجی ثریا مرحومہ) میں پڑھانے کے بعد تین بجے دوپہر گھر تشریف لے گئے اور ایک گھنٹہ بعد اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔16 مارچ کو پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور قبرستان کلاں میں مدفون ہوئے۔ **اللھم اغفر لہٗ وارحمہٗ**